شب برات کا جشن اور اس کا حکم

شب برات کا جشن اور اس کا حکم

اس اللہ تعالی کی تعریف ہے جس نے ہمارے لیے دن کو مکل کیا، اور ہم پر اپنی نعمتیں پوری کیں، اور اس کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام ہو جو توبہ اور نبی رحمت ہیں.

اما بعد:

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

﴿ میں نے آج کے دن تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے، اور تم پر اپنا انعام بھر پور کر دیا ہے، اور تمہارے لیے اسلام کے دین ہونے پر راضی ہو گیا ہوں ﴾المائدۃ (3).

اور ایك دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالی ہے:

﴿ کیا ان لوگوں نے (اللہ تعالی کے) ایسے شریك (مقرر کر رکھے) ہیں جنہوں نے ایسے احکام دین مقرر کر دیئے ہیں جو اللہ تعالی کے فرمائے ہوئے نہیں ہیں ﴾الشوری (21).

اور بخاری و مسلم میں عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے حدیث مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جس نے بھی ہمارے اس دین میں کوئی نیا کام ایجاد کیا جو (درا اصل) اس میں سے نہیں تو وہ ناقابل قبول ہے "

اور صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ جمعہ میں کہا کرتے تھے:

" اما بعد: بلا شبہ سب سے بہتر کلام اللہ تعالی کی کتاب ہے، اور سب سے اچھا اور بہتر طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے، اور سب سے برا کام بدعت اور دین میں نیا کام ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے "

اس معنی کی آیات اور احادیث تو بہت ساری ہیں لیکن اسی پر اکتفا کرتے ہیں.

یہ آیات اور احادیث اس بات کی صریح اور واضح دلیل ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے اس امت کا دین مکمل کر دیا ہے، اور اس پر اپنا انعام بھی مکمل کر دیا، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دین حنیف کو پوری اور مکمل طور پر

پہنچانے کے بعد ہی فوت ہوئے، اور انہوں نے اقوال، اعمال میں سے ہر وہ چیز امت کے سامنے بیان کر دی جو اللہ تعالی نے ان کے لیے مشروع کی تھی.

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ واضح کر دیا کہ: ان کے بعد لوگ اقوال و اعمال میں سے جو بھی دین میں نیا کام ایجاد کر کے اسلام کی طرف منسوب کرینگے وہ سب ناقابل قبول ہے، اور اسے ایجاد کرنے والے پر واپس پلٹا دیا جائے گا، چاہے اس کا مقصد کتنا ہی نیك اور اچھا ہی کیوں نہ ہو.

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کو یہ اچھی طرح معلوم تھا، اور اسی طرح ان کے بعد علماء اسلام کو بھی اسی لیے انہوں نے بدعات و خرافات کی بیخ کنی کی اور اس کا انکار کیا، اور لوگوں کو اس سے ڈرایا، جیسا کہ سنت نبویہ کی تعظیم اور بدعت کی بیخ کنی کرنے والے ہر مصنف نے اسے ذکر بھی کیا ہے، مثلا ابن وضاح ا ور طرطوشی اور ابن شامۃ وغیرہ.

بعض لوگوں نے جن بدعات کو ایجاد کر لیا ہے ان بدعات میں ماہ شعبان کے نصف یعنی پندرویں رات کو شب برات کا جشن منانا بھی شامل ہے، اور شعان کی پندرہ تاریخ کا دن روزہ رکھنے لیے خاص کرنا ہے، حالانکہ اس کی کوئی ایسی دلیل نہیں ملتی جس پر اعتماد کیا جائے.

اس کے متعلق جتنی بھی احادیث وارد ہیں وہ سب ضعیف ہیں جن پر اعتماد کرنا جائز نہیں، اور اس رات میں نفلی نماز کی ادائیگی کی فضیلت میں جتنی بھی احادیث ہیں وہ سب موضوع اور جھوٹی روایات ہیں، جیسا کہ بہت سے اہل علم نے اس پر متنبہ بھی کیا، ان میں بعض اہل علم کی کلام آگے بیان کی جائیگی، ان شاء اللہ.

اوراس میں اہل شام وغیرہ سے بعض آثار بھی بیان کیے جاتے ہیں، جمہور علماء کے ہاں شب برات کا جشن منانا بدعت ہے، اور اس کے متعلق جتنی بھی احادیث روایت کی جاتی ہیں وہ سب ضعیف اور ان میں سے بعض تو موضوع اور من گھڑت ہیں، اس پرمتنبہ کرنے والوں میں حافظ ابن رجب رحمہ اللہ تعالی شامل ہیں جنہوں نے اپنی کتاب " لطائف المعارف " میں تنبیہ کی ہے.

اور جو عبادات صحیح دلائل سے ثابت ہیں ان میں ضعیف احادیث پر عمل کیا جا سکتا ہے، لیکن شب برات کا جشن منانے میں تو صحیح دلیل وارد ہی نہیں تا کہ ضعیف احادیث کو بھی دیکھا جا سکے.

امام ابو العباس شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی یہ عظیم قاعدہ ذکر کیا ہے.

علماء کرام اس متفق ہیں کہ جن مسائل میں لوگوں کا تنازع ہو اسے کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹانا واجب ہے، اور کتاب اللہ اور سنت رسول دونوں یا دونوں میں سے ایك جو بھی فیصلہ کر دیں وہ شریعت ہے اور اس پر عمل کرنا واجب ہے.

اور جس کی کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم مخالف کریں اسے پھنك دینا اور اس پر عمل نہ کرنا واجب ہے، اور جو عبادات کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ ہوں وہ بدعات ہیں ان پر عمل کرنا جائز نہیں، چہ جائیکہ ان کی دعوت دی جائے، اور انکی مدح سرائی کی جائے جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

﴿ اے ایمان والو! اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور تم میں سے اختیار والوں کی، پھر اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹاؤ، اگر تمہیں اللہ تعالی اور یوم آخرت پر ایمان ہے، یہ انجام کے لحاظ سے بہت اچھا اور بہتر ہے ﴾ النساء (59).

اور ایك مقام پر ارشاد باری تعالی ہے:

﴿ اور جس چیز میں بھی تمہارا اختلاف ہو اس کا فیصلہ اللہ تعالی ہی کی طرف ہے ﴾الشوری (10).

اور ایك مقام اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿ کہہ دیجئے! اگر تم اللہ تعالی سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری اور اطاعت کرو خود اللہ تعالی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا، اور اللہ تعالی بخشنے والا مہربان ہے ﴾آل عمران (31).

اور ایك مقام پر رب ذوالجلال کا ارشاد ہے:

﴿ قسم ہے تیرے رب کی! یہ اس وقت تك مومن نہیں ہو سکتے جب تك کہ آپس کے تمام اختلافات میں آپ کو حاکم تسلیم نہ کرلیں، پھر آپ ان میں جو فیصلہ کر دیں اس میں وہ اپنے دل میں کسی طرح تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں ﴾النساء (65).

اس معنی اور موضوع کی آیات بہت زیادہ ہیں، اور یہ آیات اختلافی مسائل کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کرنے اور پھر ان کے فیصلہ پر رضامندی کے وجوب پر واضح نص ہیں، اور یہی ایمان کا تقاضا ہے، اور بندوں کے لیے جلد یا بدیر بہتر بھی ہے: ﴿ اور انجام کے لحاظ سے بہتر ہے ﴾. یعنی اس کا انجام اچھا ہے.

حافظ ابن رجب رحمہ اللہ تعالی اپنی کتاب " لطائف المعارف " میں مندرجہ بالا کلام کے بعد اس مسئلہ کے متعلق کہتے ہیں:

(اور شعبان کی پندرویں رات (یعنی شب برات) اہل شام میں سے خالد بن معدان، اور مکحول، اور لقمان بن عامر وغیرہ کی تعظیم کرتے اور اس رات عبادت کرنے کی کوشش کرتے، اور لوگوں نے ان سے ہی اس رات کی فضیلت اور تعظیم کرنا سیکھی.

اور ایك قول یہ ہے کہ: انہیں اس سلسلہ میں کچھ اسرائیلی آثار پہنچے تھے، ... اور حجاز کے اکثر علماء کرام نے اس کا انکار کیا ہے جن میں عطاء، ابن ابی ملیکہ شامل ہیں، اور عبد الرحمن بن زید بن اسلم نے اسے فقہاء مدینہ سے نقل کیا ہے، اور امام مالك رحمہ اللہ کے اصحاب وغیرہ کا یہی قول ہے، ان کا کہنا ہے: یہ سب کچھ بدعت ہے... اور امام احمد رحمہ اللہ تعالی سے شب برات کے بارہ میں کوئی کلام معلوم نہیں ہے..)

حافظ رحمہ اللہ نے یہاں تك کہا ہے کہ: شب برات میں نفلی نماز اور شب بیداری کرنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ سے کچھ بھی ثابت نہیں ہے) .

حافظ ابن رجب رحمہ اللہ تعالی کی کلام کا مقصود ختم ہوا.

اور اس میں انہوں نے یہ صراحتا بیان کیا ہے کہ شب برات کے سلسلے میں نہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ ثابت ہے اور نہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے.

اور جس چیز کا شرعی دلائل سے مشروع ہونا ثابت نہ ہو؛ کسی بھی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اسے دین میں ایجاد کرتا پھرے، چاہے وہ کام انفرادی کیا جائے یا پھر اجتماعی، یا پھر وہ اس کام کو خفیہ طور پر انجام دے یا اعلانیہ طور پر کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جس نے بھی کوئی ایسا کام ایجاد کیا جس پر ہمارا حکم نہیں ہے تو وہ عمل ناقابل قبول اورمردود ہے "

اس کے علاوہ دوسرے ان دلائل کی بنا جن میں بدعت سے بچنے کا کہا گیا ہے اور اسے منکر قرار دیا گیا ہے.

امام ابو بکر الطرطوشی رحمہ اللہ تعالی اپنی کتاب " الحوادث والبدع " میں کہتے ہیں:

(ابن وضاح نے زید بن اسلم رحمہ اللہ تعالی عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا:

ہم نے اپنے اساتذہ اور فقہاء میں سے کسی ایك کو بھی شب برات کی طرف ملتفت ہوتے نہیں پایا، اور نہ ہی وہ مکحول رحمہ اللہ کی روایت کی طرف التفات کرتے تھے، اور نہ ہی وہ شب برات کی باقی راتوں پر کوئی فضیلت سمجھتے تھے.

اور ابن ابی ملیکۃ رحمہ اللہ تعالی کو کہا گیا کہ: زیاد النمیری یہ کہتے ہیں کہ: شعبان کی پندرویں رات کا اجروثواب لیلۃ القدر جتنا ہے، تو ابن ابی ملیکۃ رحمہ اللہ کہنے لگے:

اگر میں اس سے یہ سنوں اور میرے ہاتھ میں چھڑی ہو تو میں اسے زدکوب کروں، اور زیاد قصہ گو شخص تھا)
انتہی المقصود

علامہ شوکانی رحمہ اللہ تعالی " الفوائد المجموعۃ " میں کہتے ہیں:

(یہ حدیث: اے علی جس نے شعبان کی پندرویں رات کو ایک سو رکعت ادا کیں اور ہر رکعت میں سورۃ الفاتحۃ اور سورۃ الاخلاص (قل ہو اللہ احد) دس بار پڑھی تو اللہ تعالی اس کی ہر ضرورت پوری کرے گا... الخ"

یہ حدیث موضوع یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ اور بہتان ہے اور اس کے الفاظ میں ۔ یہ صراحت ہے کہ اسے پڑھنے والا کتنا اجروثواب حاصل کرتا ہے ۔ وہ کچھ ہے جس سے ایک تمییز کرنے والے شخص کو اس کے موضوع ہونے میں کوئی شك نہیں ہوتا، اور اس کے رجال مجھول ہیں، اور یہ ایک دوسرے طریق سے بھی مروی ہے جو سارا موضوع ہے، اور اس کے راوی بھی مجھول ہیں).

اور " المختصر " میں ہے کہ:

شعبان کی پندرویں رات والی حدیث باطل ہے، اور ابن حبان میں علی رضی اللہ تعلی عنہ سے حدیث مروی ہے:

" جب شعبان کی پندرویں رات ہو تو اس رات قیام کرو اور دن کو روزہ رکھو"

یہ حدیث ضعیف ہے.

اور " اللآلی " میں ہے کہ: شعبان کی پندرویں رات دس بار سورۃ اخلاص کے ساتھ سو رکعت ...

یہ موضوع ہے، اور اس حدیث کے تینوں طرق میں اکثر راوی مجھول اور ضعیف ہیں، ان کا کہنا ہے: اور بارہ رکعت میں تیس بار سورۃ اخلاص، یہ بھی موضوع ہے، اور چودہ بھی موضوع ہے.

اس حدیث سے فقہاء کی اکثر جماعت دھوکہ کھا گئی ہے مثلا: (الاحیاء) وغیرہ کا مصنف اور اسی طرح مفسرین میں سے بھی، اور اس رات کی نماز " یعنی شب برات نماز " کے بارہ میں مختلف قسم کی مختلف طریقوں سے روایات بیان کی گئی ہیں جو سب کی سب باطل اور موضوع ہیں. انتہی

اور حافظ عراقی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

(شب برات کی نفلی نماز کے متعلق حدیث موضوع اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ اور بہتان ہے).

امام نووی رحمہ اللہ تعالی اپنی کتاب " المجموع " میں رقمطراز ہیں:

(صلاۃ رغائب کے نام سے جو نماز معروف ہے وہ بارہ رکعات ہیں جو رجب کے پہلے جمعہ کو مغرب اور عشاء کے مابین ادا کی جاتی ہیں، اور شب برات میں ادا کی جانے والی سو رکعت، یہ دونوں نمازیں بدعت اور منکر ہیں، اسے

کتاب " قوت القلوب " اور " احیاء علوم الدین " میں ذکر کرنے سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیے، اور نہ ہی اس سلسلے میں روایت کی جانے والی حدیث سے دھوکہ کھانا چاہیے، کیونکہ یہ سب باطل ہے، اور نہ ہی بعض ان مصنفین سے دھوکہ کھانا چاہیے جن پر اس کا حکم مشتبہ ہو چکا ہے جس کی بنا پر انہوں نے اس کے مستحب ہونے میں کئی ایك اوراق سیاہ کر ڈالے ہیں، یہ سب کچھ غلط ہے).

اور امام ابو محمد عبد الرحمن بن اسماعیل المقدسی رحمہ اللہ تعالی نے اس کے ابطال اور رد میں ایك بہت ہی نفیس کتاب لکھی ہے، اور انہوں نے اس سلسلے میں بہت کامیابی بھی حاصل کی اور اچھی کلام کی ہے، اس مسئلہ میں اہل علم کی کلام بہت زیادہ ہے، اگر ہم اس مسئلہ میں اہل علم کی ساری کلام کو ذکر کرنے لگیں تو یہ سلسلہ بہت طویل ہو جائے گا، جو کچھ ہم نے مندرجہ بالا سطور میں ذکر کیا ہے وہی کافی ہے، اور حق تلاش کرنے والے کے لیے اسی میں اطمنان ہے.

اور پر جو آیات اور احادیث اور اہل علم کا کلام بیان ہوا ہے، حق کے متلاشی کے لیے اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ شب برات کو شب بیداری کرنا اور اس رات نفلی نماز وغیرہ دوسری عبادات ادا کرنا، اور پندرہ شعبان کو روزے کے لیے خاص کرنا اکثر اہل علم کے ہاں ایك منکر بدعت ہے، شریعت مطہرہ میں اس کی کوئی دلیل اور اصل نہیں ملتی.

بلکہ یہ ان بدعات اور ایجادات میں شامل ہوتی ہے جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور کے بعد ایجاد ہوئیں، اس سلسلے میں حق کے متلاشی کے لیے اللہ سبحانہ وتعالی کی مندرجہ ذیل فرمان ہی کافی ہے:

﴿ آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے ﴾.

اور اس موضوع کی دوسری آیات جن میں اس موضوع کو بیان کیا گیا ہے.

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسا عمل ایجاد کیا جو اصلا اس دین میں نہیں تو وہ ناقابل قبول اور مردود ہے"

اور اس موضوع کی دوسری احادیث، اور صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" راتوں میں جمعہ کی رات کو قیام اللیل کے لیے خاص نہ کرو، اور نہ ہی جمعہ کا دن باقی دنوں سے روزہ کے لیے خاص کرو، الا یہ کہ اگر وہ دن اس کے روزہ رکھنے کی عادت کے موافق ہو"

اگر کسی راتوں میں کسی رات کو عبادت کے لیے خاص کرنا جائز ہوتا تو وہ رات جمعہ کی ہوتی جو کہ دوسری راتوں

سے اولی اور بہتر ہے، کیونکہ جمعہ کا دن سب سے بہترین دن ہے جس میں سورج طلوع ہوتا ہے، اس کا ذکر نص حدیث میں بیان کیا گیا ہے.

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے راتوں میں اس رات کو خاص کرنے سے بچنے کا کہا تو یہ اس کی دلیل ہے کہ عبادت کے لیے دوسری راتوں کو بالاولی خاص کرنا جائز نہیں، لیکن اگر اس تخصیص کی کوئی دلیل مل جائے تو جائز ہے.

جب رمضان المبارك کی راتیں اور لیلۃ القدر میں قیام کرنا مشروع تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قیام پر امت کو ابھارا، اور خود بھی اس پر عمل کیا.

جیسا کہ بخاری اور مسلم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

" جس نے رمضان المبارك میں ایمان اور اجروثواب کی نیت سے قیام کیا اس کی پچھلے سارے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں "

" اور جس نے لیلۃ القدر کا ایمان اور اجروثواب کی نیت سے قیام کیا اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں "

لہذا اگر شعبان کی پندرویں رات (جسے عام طور پر شب برات کا نام دیا جاتا ہے) یا پھر رجب کے پہلے جمعہ کی رات، یا اسراء و معراج کی رات (جسے شب معراج کا نام دیا جاتا ہے) کی عبادت کے لیے تخصیص مشروع ہوتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم امت کو اس کی بھی راہنمائی فرماتے یا پھر خود اس پر عمل کرتے، اور اگر اس میں سے کچھ ہوا ہوتا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ان سے نقل بھی کرتے، اور ہم سے کچھ بھی نہ چھپاتے کیونکہ انبیاء کے بعد صحابہ کرام لوگوں میں سے سب سے زیادہ نصیحت کرنے والے اور خیر خواہ اور بھلائی کرنے والے تھے، اللہ تعالی ان سب سے راضی ہو.

اور اب آپ نے علماء کرام کی کلام سے معلوم کر لیا ہے کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کرام سے نہ تو رجب کے پہلے جمعہ کی فضیلت میں اور نہ ہی شعبان کی پندرویں رات (شب برات) کی فضیلت میں کچھ ثابت ہے، تو اس سے یہ معلوم ہوا کہ ان دونوں راتوں کا جشن منانا اسلام میں نئی ایجاد کردہ بدعت ہے، اور اسی طرح ان راتوں کو عبادت کے لیے خاص کرنا بدعت منکرہ ہے، اور اسی طرح رجب کی ستائیسویں رات جس کے بارہ میں لوگ اسراء و معراج کی رات کا اعتقاد رکھتے ہیں ان راتوں کو عبادت کے لیے خاص کرنا جائز نہیں، اور اسی طرح مندرجہ بالا دلائل کی بنا پر اس رات کو جشن منانا بھی جائز نہیں ہے.

یہ تو اس وقت ہے جب اس رات کا علم ہو جائے، اور علماء کرام کے صحیح قول کے مطابق تو اس رات کا علم ہی نہیں ؟!

اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ: یہ رات رجب کی ستائیسویں رات ہے، یہ قول باطل ہے احادیث صحیحہ کی روشنی میں اس کی کوئی اساس اور دلیل نہیں ملتی.

کسی عربی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے:

سب سے بہتر اور اچھے امور وہ ہیں جو ہدایت پر ہوں، اور برے امور نئی ایجاد کردہ بدعات ہیں.

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اور سب مسلمانوں کو کتاب و سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور اس پر ثابت قدم رکھے، اور کتاب و سنت کی مخالفت سے ہمیں بچا کر رکھے، یقینا اللہ تعالی بڑا سخی اور کرم والا ہے.

اللہ تعالی اپنے بندے اور رسول ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل اور سب صحابہ کرام پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے.انتہی

ماخوذ از : مجموع فتاوی فضیلۃ الشیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز (2 / 882) کچھ کمی و بیشی اور اختصار کے ساتھ